دار الافتاء

عزیز زبیدی۔ واربرٹن

استفتاء

محترم جناب!

السلام علیکم۔ گاہے گاہے آپ کا رسالہ محدث نظروں سے گزرتا ہے جس میں باب الاستفتاء پر مفصل روشنی ڈالی جاتی ہے۔ کافی عرصہ سے ان دو سوالوں نے دل و دماغ میں خلجان پیدا کر رکھا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ بواپسی ڈاک مطلع کریں گے۔ جوابی لفافہ ارسال خدمت ہے۔

۱۔ قرآن پاک میں کئی بار مذکور ہے کہ مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور لغیر اللہ حرام ہیں۔ ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ شہید کا خون پاک ہے۔ جب مترجم قرآن پاک کو دیکھا تو مفسر نے لکھا جو خون رگوں سے نکلتا ہے وہ حرام ہے اور جو خون گوشت پر لگا رہتا ہے وہ حلال اور پاک ہے۔ اگر گوشت کو بغیر دھوئے پکا لیا جائے تو نظافت کے خلاف ہے۔ قرآن میں تو یہ خون حرام ہے خواہ رگ کا ہو یا کسی اور مقام کا۔

۲۔ میرے ایک رشتہ دار نے ۵ کنال زمین بعوض ۵ ہزار روپے رہن لی ہے اور زمین میں گندم کاشت کی ہوئی ہے۔ کیا وہ اس زمین کی تمام پیداوار لے سکتا ہے یا دینِ اسلام میں پابندی ہے؟

ایک مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ رہن کا فعل جائز ہے لیکن آمدنی ناجائز ہے۔ اگر فعل جائز ہے تو آمدنی بھی جائز ہے۔

آپ ازراہ کرم مفصل جواب لکھیں تاکہ خلجان باقی نہ رہے۔ بعض لوگ رہن زمین کو حرام بتاتے ہیں لیکن قرآن و حدیث میں تو حرام نہیں۔ خدائی اختیار اپنے ہاتھ میں کیوں لیتے ہیں۔

ٹیچر عبد الخالق گورنمنٹ ہائی سکول دیوی
ضلع راولپنڈی

الجواب

خون - خون کا ذکر قرآن مجید نے مختلف مقامات پر کیا ہے۔

سورۃ بقرہ پارہ دوم رکوع ۲۱ میں اور سورۂ نحل پارہ ۱۴ رکوع ۱۵ میں۔

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ الآية

"تم پر تو اس نے بس مردار اور خون (الخ) حرام کیا ہے۔"

سورۂ مائدہ پارہ ۶ رکوع ۱ میں ہے،

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ الآية

"تم پر مردار اور خون (الخ) حرام کیے گئے ہیں۔"

ان آیات میں مطلق خون کا ذکر ہے، سورۂ انعام میں مفصل اور مقید ہے۔

أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا (پ۸ - ع ۱۸)

"یا بہتا ہوا خون"

مقصد یہ ہے کہ: خون صرف وہ حرام ہے جو بہہ کر باہر نکل آئے۔ امام ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ سے یہی قول نقل کیا ہے۔

قالت انما نهى عن الدم السافح (ابن کثیر ص۲۴۲)

جو خون گوشت کے ساتھ لگا ہوتا ہے، وہ حرام ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض اکابر کا ارشاد ہے کہ جو شے "نجس عین" ہو وہ تھوڑی ہو یا بہت، وہ حرام ہوتی ہے کیونکہ اس میں تجزی نہیں ہوتی۔

وايد هذا بان كل ما هو نجس لعينه فلا يتبعض (بدایہ ص۸)

لیکن صحیح یہ ہے کہ: یہ قلیل خون جو گوشت سے لگا ہوتا ہے، حرام نہیں ہے کیونکہ یہ "دم مفسوح" نہیں جو حرام ہے۔ الا یہ کہ دم مسفوح اگرچہ پیاں ہو گیا ہو۔

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایسا گوشت پکا کر حضورؐ کو کھلایا تھا، مگر آپ نے اس پر اعتراض نہیں کیا تھا۔

وقد روت عائشة انها كانت تطبخ اللحم فتعلوا الصفرة على البرمة من الدم فياكل ذلك النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ولا ينكره (نيل المرام من تفسير ايات الاحكام ص۹ وتفسیر قرطبی ص۲۲۲)

امام ابن جریر نے اسے موقوفاً بیان کیا ہے، ابنِ کثیر فرماتے ہیں یہ صحیح ہے۔

(الحمرة والدم یکونان علی القدر و تعلوه) هذه الآیة "صحیح غریب" (ابن کثیر ص۱۸۲ ج۲)

امام قرطبی نے یہ بھی تصریح کی ہے کہ : عموم بلوے (ایسی صورت جس سے خلاصی آسان نہیں اور عموماً درپیش رہتی ہے) کی وجہ سے مندرجہ بالا صورت دم مسفوح سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس سے مفر نہیں ہے۔

واما الدم فمحرم مالم تعم به البلوی والذی تعم به البلوی هو الدم فی اللحم والعروق وروی عن عائشة انها قالت نطبخ البرمة علی عهد رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم تعلوها الصفرة من الدم فنأکل ولا ننکره (تفسیر قرطبی ص۲۲۱ ج۲ وتفسیر ایات ص۱۶۴ ج۱ الاحکام للصابونی)

بشرطِ صحت، یہ روایت اس بارے میں بالکل واضح ہے۔

ویسے بھی بات ظاہر ہے کہ وہ "دم مسفوح" نہیں ہے، اس سے احتراز مشکل بھی ہے۔ اس لیے ایسی صورت میں اسے حرام قرار دینا بہت بڑے "حرج" کا باعث ہے۔ ہاں اگر دم مسفوح لگا ہے تو اور بات ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ خون پاک ہے یا نجس؟ سو عرض ہے کہ:

اکثر ائمہ کے نزدیک یہ ناپاک بھی ہے مگر اس سلسلے میں صحیح روایت موجود نہیں ہے بلکہ صورتِ حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ کما یجیئ۔

مغالطے کے اسباب۔ جو ائمہ اسے ناپاک کہتے ہیں ان کے دلائل یہ ہیں:

فَاِنَّهٗ ۔ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ (الانعام ع۱۸) کہ یہ ناپاک ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ "اِنَّهٗ" میں "ہٗ" کی جو ضمیر ہے اس کا تعلق تمام مذکورہ حرام چیزوں سے ہے۔ مگر اصولاً یہ بات محلِ نظر ہے کیونکہ جملہ میں متعدد امور کے ذکر کے بعد جو قید یا ضمیر واقع ہوتی ہے اس کا تعلق صرف قریب سے ہوتا ہے۔

اذا احتمل الضمیر العود علی شیئین کان عوده علی الاقرب ارجح (بحر محیط)

ومن رام تحقیق الکلام فی الخلاف الواقع فی مثل هذا الضمیر المذکور فی الآیة فلیرجع الی ما ذکره اهل الاصول فی الکلام علی القید الواقع بعد جملة مشتملة علی امور متعددة (نیل المرام ص۱۲)

کچھ روایات ۔ اس کے علاوہ وجہ مغالطہ اس سلسلے کی کچھ روایات بھی ہیں جو ان کے سامنے ہیں۔ مثلاً
حضرت تمیم داریؓ ۔ ایک روایت حضرت تمیم داریؓ کی ہے، جس میں ہے ہر بہنے والے خون سے وضو ہے ۔ الوضوء من کل دم سائل (رواہ الدارقطنی ص۵۸ باب الوضوء من الخارج من البدن کالرعاف والقیء والحجامۃ ونحوہ)

امام دارقطنی اس روایت کے بعد فرماتے ہیں، اس حدیث کے راوی عمر بن عبدالعزیز نے تمیم داری سے نہیں سنا اور نہ اسے دیکھا ہے یعنی روایت منقطع ہے، اس کے علاوہ دوسرے دو راوی یزید بن خالد اور یزید بن محمد دونوں مجہول ہیں یعنی کچھ پتہ نہیں کون ہیں اور کیسے ہیں:
عمر بن عبد العزیز لم یسمع من تمیم الداری ولارآہ ویزید بن خالد ویزید بن محمد مجہولان (دارقطنی ص۵۸)

علامہ زیلعی حنفی (ف ۷۶۲ھ) نے دارقطنی کا قول نقل کر کے سکوت کیا ہے ۔ ملاحظہ ہو نصب الرایہ ص۳۷ ج۱ ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (ف ۸۵۲ھ) نے تمیم داری کی روایت کے بارے میں فرمایا ہے اس میں ضعف اور انقطاع ہے۔
امام عبدالحق ازدی اشبیلیؒ (ف ۵۸۲ھ) احکام کبریٰ میں لکھتے ہیں
وھذا منقطع الاسناد وضعیف (۲/۱۳)
قال الذھبی: یزید بن خالد شیخ لبقیۃ، لایدری من ھو؟ (میزان ص۴۲۱/۴)
یزید بقیۃ کا استاذ ہے، کچھ نہیں معلوم کہ وہ کون ہے؟
یزید بن محمد حدث عن عمر بن عبد العزیز لایدری من ھو (ایضاً ص۴۳۹/۴)
یزید بن محمد، عمر بن عبدالعزیز سے حدیث بیان کرتا ہے، معلوم نہیں یہ کون ہے؟
اس میں ایک راوی بقیۃ بھی ہیں جو یزید بن خالد کے شاگرد ہیں مگر مدلس ہیں اور یہاں روایت عنعنہ (یعنی عن کہہ کر) روایت کی ہے جو حجت نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ پہلے میرا خیال تھا کہ بقیہ مجہولوں سے منکر روایتیں بیان کرتا ہے لیکن معلوم ہوا کہ وہ مشاہیر سے بھی منکر روایتیں کرتا ہے۔
توھمت ان بقیۃ لا یحدث المناکیر الا عن المجاھیل، فاذا ھو یحدث المناکیر عن المشاھیر (میزان ص۳۳۲/۱)
امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ، شعبہ اور امام مالک وغیرہما سے صحیح احادیث کا سماع کیا ہے

پھر کذاب راویوں کے ذریعے شعبہ اور مالک سے سنیں، مگر "عن" (روایت ہے) کہہ کر ثقہ سے ان کو روایت کر ڈالا۔

سمع من شعبة ومالك وغيرهما احاديث مستقيمة ثم سمع من اقوام كذابين عن شعبة ومالك فروى الثقات بالتدليس ما اخذ عن الضعفاء (ميزان الاعتدال ص ۳۳۱)

امام ذہبی فرماتے ہیں بہت سے ائمہ کا کہنا ہے کہ وہ مدلس ہے، اس لیے حجت نہیں ہے۔ و

قال غير واحد: كان مدلسا فليس بحجة (ايضاً)

حضرت زید بن ثابت۔ دوسری روایت حضرت زید بن ثابت سے آئی ہے یعنی مذکورہ روایت

قال الزيلعي:

ورواه ابن عدى فى الكامل فى ترجمة احمد بن الفرج عن بقية ثنا شعبة (نصب الراية ص ۳۷)

امام زیلعی فرماتے ہیں: امام ابن عدی کا ارشاد ہے کہ اسے احمد بن الفرج کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا اور وہ قابلِ احتجاج راوی نہیں ہے۔

قال ابن عدى: هذا الحديث لانعرفه الا من حديث احمد هذا وهو ممن لايحتج بحديثه ولكنه يكتب فان الناس مع ضعفه قد احتملوا حديثه (ص ۳۷)

امام محمد بن عوف طائی نے اس کی تضعیف کی ہے۔

وضعفه محمد بن عوف الطائى (ميزان الاعتدال)

احمد بن الفرج حمصی ہے اور محمد بن عوف بھی حمصی ہیں، اس لیے وہ ان کے گھر کے بھیدی بھی ہیں، وہ فرماتے ہیں ساری خلقت سے وہ بڑھ کر کذاب ہے: فقال فيه كذاب وليس عنده فى حديث بقية اصل هو فيها اكذب خلق الله (الاحاديث الضعيفة ص ۹۲ والموضوعة للالبانى)

حضرت ابوہریرہ۔ ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی آئی ہے کہ قطرہ دو قطرے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں بہتا ہوا خون ہو تو اور بات ہے۔

ليس فى القطرة والقطرتين من الدم وضوء الا ان يكون دما سائلا (دارقطنى ص ۵۵)

امام دارقطنی اس سلسلے کے راویوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

محمد بن الفضل بن عطية ضعيف وسفيان بن زياد وحجاج بن نصير ضعيفان (دارقطنى ص ۵۵)

حافظ ابن حجر عسقلانی کا ارشاد ہے کہ یہ سند حد درجہ کی ضعیف ہے، محمد بن الفضل متروک ہے۔

فاسناده ضعيف جدا فيه محمد بن الفضل بن عطية متروك (تلخيص ص ۴۱)

امام احمد فرماتے ہیں ان کی روایت جھوٹوں کی روایت ہے۔ امام یحییٰ فرماتے ہیں، اس کی حدیث نہیں لکھنا چاہیئے، اکثر فرماتے ہیں یہ متروک ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں، لوگوں نے ان سے روایت لینے میں سکوت کیا ہے (یعنی اس سے نہیں لی) امام ابن ابی شیبہ نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہے۔ امام فلاس فرماتے ہیں یہ کذاب ہے۔

قال احمد حدیثه حدیث اهل الکذب وقال یحییٰ لایکتب حدیثه وقال غیر واحد متروک ...... وقال البخاری سکتوا عنه ...... رماه ابن ابی شیبة بالکذب وقال الفلاس کذاب (میزان ص۴ ج۶)

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ ان کی منکر روایتیں بہت ہیں۔

قلت ومناکیر هذا الرجل کثیرة (میزان ص۴ ج۶)

الغرض، امام نووی فرماتے ہیں کہ اس سلسلے کی کوئی بھی روایت صحیح ثابت نہیں ہے (حاشیہ درایہ ص۱۲) حافظ ابن حجر نے تو یہ کلیہ بیان کیا ہے کہ سبیلین (دونوں شرمگاہوں) کے علاوہ جو بھی شے ناقض وضو ملتی ہے اس کی آخر تان یہاں آکر ٹوٹتی ہے کہ وہ سبیلین سے بعض نواقض کے خروج کا مظنہ اور سبب بن سکتے ہیں۔

ویمکن ان یقال ان نواقض الوضوء المعتبرة ترجع الی المخرجین فالنوم مظنة خروج الریح ولمس المرأة ومس الذکر مظنة خروج المذی (فتح الباری ص۱۴۱)

یعنی جیسے نیند کہ خروج ریح کا مظنہ ہے، عورت اور شرمگاہ کو چھونے سے مذی کے نکلنے کا امکان ہے ۔ یعنی سبیلین کے سوا یہاں بھی بات اور کوئی نہیں ہے، سبیلین کی ہے۔

چونکہ حرام ہے ۔ چونکہ خون حرام ہے اس لیے ناپاک بھی ہے۔ یہ ان کی دلیل کا دوسرا پہلو ہے مگر یہ پہلے سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ کیونکہ جو چیز حرام ہو، ضروری نہیں کہ وہ نجس اور ناپاک بھی ہو ہاں جو چیز نجس ہوتا ہے وہ ضرور حرام بھی ہوتی ہے۔ لیکن خود انسان حرام ہے لیکن ناپاک نہیں ہے (المؤمن لاینجس، حدیث) مشرک جن کو قرآن نے نجس کہا ہے وہ بھی بایں معنی نجس نہیں ہے جیسے گندگی۔ بلکہ آپ سب جانتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عہد میں آپ کے پاس مسجد نبوی میں مشرکین رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملتے رہے۔ ثمامہ کو حضور نے خود مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ رکھا تھا، تمام زہریں جو قاتل ہیں، اور تمام مخدرات جیسے بھنگ اور افیون وغیرہ حرام ہیں مگر ناپاک نہیں ہیں، ریشم کے کپڑے اور سونے کا استعمال حرام ہے مگر وہ پاک

ہیں۔ امام امیر یمانی لکھتے ہیں۔

وان التحریم لا یلازم النجاسة فان الحشیشة محرمة طاهرة وکل المخدرات والسمومات القاتلة لا دلیل علی نجاستها واما النجاسة فیلازمها التحریم فکل نجس محرم ولا عکس وذلک لان الحکم فی النجاسة هو المنع عن ملامستها علی کل حال فالحکم بنجاسة العین حکم بتحریمها بخلاف الحکم بالتحریم فانه یحرم لبس الحریر والذهب وهما طاهران ضرورة شرعیة واجماعا (سبل السلام شرح بلوغ المرام)

اصل ہر شے کی اباحت اور طہارت ہے، تحریم خلاف اصل ہے، اس لیے یہاں خلاف اصل ثابت ہوگی الا یہ کہ اس کے لیے کوئی دلیل ہو۔ ورنہ نہیں۔

والحق ان الاصل فی الاعیان الطهارة (سبل السلام)

صحیح مسلک ۔ صحیح مسلک یہ ہے کہ:

دم مسفوح (بہتا ہوا خون) حرام ہے، دوسرا خون نہیں، اور حرام ہونے کے باوجود وہ نجس اور ناپاک یا پلید نہیں ہے، اس سلسلے کے دلائل یہ ہیں۔

خون بہتا رہا نماز جاری رہی۔ ابوداؤد میں دو پہرے داروں کا ذکر ہے کہ: ایک صحابی نے پہرہ میں نماز شروع کر دی، دشمن نے تاک کر تیر مارے جن کی وجہ سے خون کے فوارے پھوٹ پڑے مگر انھوں نے نماز جاری رکھی۔

فرماه بسهم فوضعه فیه فنزعه حتی رماه بثلثة اسهم ثم رکع وسجد ثم انتبه صاحبه ... فلما رای المهاجری ما بالانصاری من الدماء قال سبحان الله الا انبهتنی اول مارمی قال کنت فی سورة اقرؤها فلم احب ان اقطعه (ابوداؤد)

امام بخاری کے الفاظ یہ ہیں۔ فرمی رجل بسهم فنزفه الدم (بخاری ص۲۹)

کہتے ہیں اس کے ایک راوی عقیل بن جابر ہیں جو مجہول ہیں۔ مگر امام ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے اس لیے مجہول العین نہ رہا۔

وعقیل بن جابر قد وثقه ابن حبان وصحح حدیثه هو وابن خزیمة والحاکم فارتفعت جهالته (عون المعبود ص)

مگر ہمارے نزدیک یہ بات رفع جہالت کے لیے کافی نہیں ہے، کیونکہ ابن حبان ہر اس راوی کی توثیق کرتے ہیں جن کے متعلق جرح و تعدیل ثابت نہ ہو، باقی رہی تصحیح حدیث کی بات؛ سو وہ حدیث

کے راوی کو متلزم نہیں ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ دوسرے خارجی قرائن کی بنیاد پر ہو۔

زخم اور نماز۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ: صحابہ جنگوں میں زخمی ہوتے اور نمازیں پڑھتے رہتے:

ما زال المسلمون یصلون فی جراحاتھم (بخاری ص۲۹/۱)

حضرت حسن بصری تابعی ہیں، صحابہ کے شاگرد ہیں، انھوں نے یہ صحابہ اور تابعین کا تعامل بتایا ہے۔ ظاہر ہے تیر و سناں کے زخموں سے خون بھی بہتا ہے۔ اگر ناپاک ہوتا تو ایسی حالت میں نماز کیوں پڑھتے؟ گویا کہ یہ اجماع سکوتی ہے۔

حضرت عمرؓ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب خنجر لگا تو خون کے فوارے پھوٹ پڑے مگر جب نماز کا وقت آگیا تو نماز نہ چھوڑی۔

وقد صح ان عمر صلی وجرحہ ینبع دما (فتح الباری ص۱/۲۱)

ان المسور بن مخرمہ اخبرہ قال: دخلت انا وابن عباس علی عمر حین طعن فقلنا: الصلوٰۃ فقال: انہ لاحظ لاحد فی الاسلام اضاع الصلوٰۃ فصلی وجرحہ یثعب دما (مصنف عبد الرزاق ص۱/۱۵۰)

حضرت مسورہ بن مخرمہ اور حضرت ابن عباس حضرت عمر کے پاس اس وقت تشریف لے گئے جب ان کو نیزہ مارا گیا تھا، تو انھوں نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ: نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ بولے جس نے نماز گنوائی اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں، پھر انھوں نے نماز پڑھی حالانکہ خون پھوٹ پھوٹ کر بہہ رہا تھا۔ اس وقت اکابر صحابہ موجود تھے۔ عظیم تابعی موجود تھے، بڑے بڑے ائمہ، صحابہ اور تابعین کی موجودگی میں یہ کیفیت "بے معنیٰ" بات نہیں ہو سکتی۔

آپ کہیں گے کہ یہ تو مجبوری ہوئی؟ جناب خون جو بھی نکلتا ہے کسی مجبوری کا ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ خوشی کس کو ہوتی ہے؟ اور کون خوشی سے بہاتا ہے؟

حضرت ابن مسعودؓ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹ ذبح کیے اگر خون و گوبر سے وہ لت پت ہو گئے۔ اقامت ہوئی تو اسی حالت میں نماز پڑھ لی مگر انھیں دھویا نہیں۔

عن ابن سیرین قال: نحر ابن مسعود جزورا فتلطخ بدمہا وفرثہا ثم اقیمت الصلوٰۃ فصلی ولم یتوضأ (مصنف عبد الرزاق ص۱/۱۲۵ ومصنف ابن ابی شیبۃ)

رسول کریمؐ کے عہد میں۔ کوئی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو صحابہ کے واقعات ہوئے؟ گویا اپنی